



جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے اس لیے صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو

اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی نے پیغام بھیجا کہ ان کا بچہ قریب المرگ ہے، لہذا آپ تشریف لائیں آپ نے ان کے جواب میں یوں کہلا بھیجا کہ میرا سلام کہو اور کہو کہ جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے اس لیے صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو آپ کی بیٹی نے قسم دے کر پھر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں اس پر آپ اٹھ پڑے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کچھ اور لوگ بھی تھے رضی اللہ عنہم (جب آپ گھر پہنچے تو بچہ کو اٹھا کر آپ کے پاس لایا گیا آپ نے اسے گود میں لے لیا اس کی جان نکل رہی تھی یہ حال دیکھ کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے“ ایک دوسری روایت میں ہے: ”اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں اللہ نے چاہا، اسے (رحمت کو) رکھا ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتا ہے، جو رحم دل ہوتے ہیں“

[صحیح] [متفق علیہ]

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ ان کا بچہ قریب المرگ ہے یعنی وہ وفات پا رہا ہے آپ تشریف لائیں پیغام لانے والے نے آکر رسول اللہ ﷺ کو پیغام دیا، تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ان سے کہو کہ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے“ یعنی نبی ﷺ نے اس شخص کو، جسے آپ کی بیٹی نے بھیجا تھا، حکم دیا کہ وہ آپ کی بیٹی جو اس بچہ کی ماں تھیں، انہیں یہ الفاظ کہیں آپ نے فرمایا: ”صبر کریں“ یعنی اس مصیبت پر صبر کریں اور ”ثواب کی امید رکھیں“ یعنی اپنے صبر پر اللہ سے اجر کی امیدوار ہوں کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ صبر تو کرتے ہیں، لیکن ثواب کی امید نہیں رکھتے تاہم انسان جب صبر کرتا ہے اور اللہ سے اجر کی امید رکھتا ہے، یعنی اپنے صبر کرنے سے اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اجر و ثواب سے نوازے گا، تو یہی ثواب کی امید رکھنا ہوتا ہے آپ نے فرمایا: ”جو اللہ نے لے لی، وہ اسی کی تھی اور جو اس نے دی تھی، وہ بھی اسی کی تھی“ یہ ایک بات ہے جس کا مطلب ہے کہ جب ہر شے اللہ کی ہے، باری طور کے اگر آپ سے کوئی شے لے لے، تو وہ اس کی ملکیت ہے اور اگر کوئی شے دے دے، تو وہ بھی اسی کی ملکیت ہے، تو پھر اگر اپنی مملوک شے کو لے لے، تو اس پر ناراضگی کا اظہار کیا معنی رکھتا ہے؟ اسی وجہ سے انسان کہہ لیتے ہیں کہ یہی مشروع ہے کہ جب اس کوئی مصیبت پہنچے، تو وہ کہے: ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ یعنی ہم سب اللہ کی ملکیت ہیں اور وہ ہمارے ساتھ جو چاہتا ہے، کرتا ہے چنانچہ اگر وہ ہم سے ہماری کوئی پسندیدہ شے لے لے، تو (جان رکھنا چاہیے کہ) جس شے کو وہ لیتا ہے یا جس شے کو وہ دیتا ہے، سب اسی کی ہے حتیٰ کہ جو اللہ تعالیٰ آپ کو دیتا ہے، آپ اس کے مالک نہیں ہوتے بلکہ وہ اللہ ہی کی ہوتی ہے اسی لیے جو اشیا اللہ آپ کو دیتا ہے، وہ آپ کی ملکیت نہیں، بلکہ وہ اللہ کی ہے اس لیے ان میں آپ اسی طرح سے تصرف کر سکتے ہیں، جس طرح اللہ اجازت دے اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی عطا کردہ اشیا پر ہماری ملکیت ناقص ملکیت ہے اور ان میں ہم تصرف مطلق نہیں کر سکتے اسی لیے آپ نے فرمایا: ”جو اللہ لے لیتا ہے، وہ بھی اسی کی اور جو اللہ دے دیتا ہے، وہ بھی

اسی کی "اگر وہ اللہ ہی کی ہے، جسے وہ لیتا ہے، تو پھر ہمارا بے تاب ہونا کیسا ہے؟ ہم اس بات پر کیسے ناراض ہوتے ہیں کہ مالک سبحانہ و تعالیٰ اپنی مملوکہ شدہ کو لے لے؟ یہ بات خلاف معقول بھی ہے اور خلاف منقول بھی ہے آپ نے فرمایا: "اس کے ہاں اللہ کا ایک وقت مقرر ہے" یعنی اللہ کی اس کے ہاں ایک مقدار ہے "بأجل مسمى" یعنی معین (مدت) ہے جب آپ کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ جو کچھ لیتا ہے جو کچھ دیتا ہے، سب اسی کے لیے ہے اور یہ کہ اس کے ہاں اللہ کا ایک وقت مقرر ہے، تو آپ مطمئن ہو جائیں گے اس آخری جملہ کا معنی یہ ہے کہ جس اللہ کا واقعہ ہونا معینہ وقت پر لکھ دیا گیا ہے، اس میں انسان تبدیلی نہیں کر سکتا، بایں طور کہ نہ تو اسے آگے کر سکتا ہے اور نہ ہی پیچھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" (یونس: 49) ترجمہ: ہر امت کے لیے ایک معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت آجائے، تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں اگر اللہ اللہ متعین ہے اور آگے پیچھے نہیں ہو سکتی، تو پھر بے صبری کرنے اور نالوں ہونے میں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ بے صبری کرنے اور نالوں سے جو اللہ مقدر ہے، اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے اس پیغام لانے والے نے نبی کی صاحبزادی تک وہ بات پہنچا دی، جسے پہنچانے کا آپ نے حکم دیا تھا؛ لیکن انہوں نے دوبارہ پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں اس پر آپ نے اور آپ کے صحابہ کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی آپ نے جب ان کے پاس پہنچے، تو بچے کو آپ کے پاس لایا گیا، اس حال میں کہ اس کا سانس اوپر نیچے ہو رہا تھا اس پر رسول اللہ نے رو دیا اور آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں سعد بن عباد رضی اللہ عنہ سمجھے کہ رسول اللہ نے صبر نہ کر پانے کی وجہ سے روپڑے ہیں اس پر نبی نے فرمایا: "یہ تو رحمت ہے" یعنی میں تقدیر پر بے صبرا ہو کر نہیں بلکہ بچے پر رحم کی وجہ سے رویا ہوں پھر آپ نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحم کرتے ہیں، جو رحم دل ہوتے ہیں" اس میں دلیل ہے کہ رحم دلانہ جذبات کے ساتھ کسی مصیبت زدہ پر از راہ رحمت رونا جائز ہے

<https://sunnah.global/hadeeth/ur/show/3290>



النَّجَاتُ الْخَيْرِيَّةُ
ALNAJAT CHARITY

